والد نے حج نہ کیا ہو، تو بیٹے کے حج کا حکم نیز بیوی کے پیسوں سے شوہر کا حج کرنا کیسا؟

دار الافتاء اھلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ میرے والد صاحب اور میری ملکیت میں اتنا مال نہیں ہے کہ جس کی وجہ سے ہم پر حج فرض ہو۔ میری زوجہ مالدار ہیں، ان پر حج فرض ہے اور ان کے پاس اتنا مال مزید بھی ہے کہ وہ کسی مَحرم وغیرہ کو اپنے ساتھ حج کے لیے لے جا سکتی ہیں۔ تو میرے سارے اخراجات میری بیوی برداشت کر رہی ہیں اور ہم دونوں حج پر جا رہے ہیں۔ کچھ سوالات درپیش ہیں جن کے جوابات عطا فرما دیجیے۔

(1) اگر میں اپنی بیوی کے اخراجات سے حج کروں، تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

(2) میرا یہ حج فرض ادا ہوگا یا نفل؟

(3) بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب تک والد نے حج نہ کیا ہو، تو بیٹے کا حج ادا نہیں ہوتا۔ اس حوالے سے بھی رہنمائی فرما دیں کہ میرے والد صاحب نے حج نہیں کیا ہوا، تو کیا میرا حج ادا ہو جائے گا یا نہیں؟

جواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

(1) پوچھی گئی صورت میں آپ کا اپنی بیوی کے خرچے پر حج کرنا بالکل جائز ہے اور بیوی کا یہ خرچ کرنا بھی جائز، بلکہ عورت کے پاس اگر اتنی مالی گنجائش موجود ہو کہ خود اپنا اور اپنے محرم کا خرچ اٹھا سکتی ہے اور کوئی مَحرم یا شوہر اپنے خرچے پر جانے کے لیے تیار نہیں ہے، تو ایسی صورت میں عورت پر لازم ہے کہ وہ اپنا اور اپنے مَحرم کا خرچہ اٹھائے اور فرض حج کی ادائیگی کرے۔

تنویر الابصار اور اس کی شرح درِّ مختار میں ہے: ”ومع زوج او محرم بالغ عاقل غیر مجوسی ولا فاسق مع وجوب النفقۃ لمحرمھا علیھا“ ترجمہ: عورت پر حج کی ادائیگی لازم ہونے کے لیے اس کے ساتھ شوہر یا عاقل بالغ غیر مجوسی، غیر فاسق محرم کا ہونا اور اس مَحرم کے اخراجات پر قادر ہونا بھی شرط ہے۔

اس کے تحت فتاوی شامی میں ہے: ”ای فیشترط ان تکون قادرۃ علی نفقتھا و نفقتہ“ ترجمہ: یعنی: یہ شرط ہے کہ عورت اپنے اور مَحرم دونوں کے خرچے پر قادر ہو۔ (رد المحتار علی الدر المختار، جلد3، صفحہ 464، مطبوعہ کوئٹہ)

علامہ ملّا علی قاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہے: ”وفی منسک ابن امیر الحاج: وھل یجب علیھا نفقۃ المحرم و القیام براحلتہ؟ اختلفوا فیہ وصححوا عدم الوجوب وفی السراج الوھاج التوفیق بین قول من یوجب علیھا نفقۃ المحرم وبین قول من لا یوجب ان المحرم اذا قال: لا اخرج الا بالنفقۃ وجب علیھا النفقۃ بالاجماع واذا خرج من غیر اشتراط ذلک لم یجب، انتھی وھو تفصیل حسن“ ترجمہ: منسک ابن امیر الحاج میں ہے کہ کیا عورت پر محرم کا اور اس کی سواری کا بندوبست کرنا واجب ہے؟ اس میں فقہاء کا اختلاف ہے اور انہوں نے عدمِ وجوب کی تصحیح کی ہے اور سراج الوھاج میں ہے: ان علماء کے قول "جو محرم کے نفقہ کو واجب قرار دیتے ہیں" اور ان علماء کے قول "جو محرم کے نفقہ کو عورت پر واجب قرار نہیں دیتے" اس میں تطبیق یہ ہے کہ جب محرم کہے کہ میں بغیر نفقہ کے نہیں چلوں گا، تو بالاجماع اس عورت پر اس کا نفقہ واجب ہے اور جب بغیر اس شرط کے نکلے تو اس عورت پر نفقہ واجب نہیں ہے۔ (عبارت ختم) یہ اچھی تفصیل ہے۔ (المسلک المتقسط، صفحہ 62،63، دار الکتب العلمیہ بیروت)

(2) اس بارے میں حکم شرعی یہ ہے کہ ایسا شخص جس پر حج فرض نہ ہو اور وہ فرض حج، یا مطلق حج کی نیت سے حج کرلے، تو یہ اس کی طرف سے فرض ہی ادا ہوگا، اس صورت میں اگر بعد میں وہ استطاعت والا ہو جاتا ہے، تب بھی اس پر دوبارہ حج فرض نہیں ہوگا اور اگر وہ نفل کی نیت سے حج کرے گا، تو پھر یہ اس کی طرف سے نفلی حج ہوگا اور آئندہ استطاعت ہونے کی صورت میں دوبارہ حج کرنا اس پر فرض ہو جائے گا، لہٰذا جب آپ کو موقع مل رہا ہے، تو آپ فرض حج کی نیت سے ہی حج ادا کریں، تاکہ فرض ادا ہو جائے۔

علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں : ”السادس: الاستطاعة وھی شرط الوجوب لا شرط الجواز، و الوقوع عن الفرض، حتی لو تکلف الفقیر وحج و نوی حج الفرض او اطلق جاز له، وسقط عنه فرضه“

ترجمہ : چھٹی شرط استطاعت (طاقت) ہے اور یہ وجوب کی شرط ہے ، حج کے درست اور حج کے فرض واقع ہونے کی شرط نہیں ہے ، یہاں تک کہ اگر فقیر تکلّف کر کے مکے پہنچ جائے اور حج کر لے اور فرض حج کی نیت کر لے یا مطلق نیت کر لے تو اس کا حج درست ہے اور اس کا فرض اس سے ساقط ہو جائے گا ۔ (مناسک ملا علی قاری، صفحہ 44، مطبوعہ بیروت)

مزید اسی میں ہے : ”و (اما الفقیر) ای الحقیقی وھو من لیس له مال (وبمن معناه) ای کمن له مال لکنه مستغرق بالدیون (اذا حج سقط عنه الفرض ان نواه) ای الفرض فی احرام حجه (او اطلق النیة) ای و ان لم یقید بکونه نفلا او نذرا (حتی لو استغنی) ای صار غنیا بحصول المال من الوجه الحلال (بعد ذالک) ای بعد ادائه الحج بغیر استطاعة (لا یجب علیه ثانیا) ای فی المال“ **ترجمہ : فقیر یعنی حقیقی فقیر وہ کہ جس کے پاس مال نہ ہو اور جو معناً فقیر ہو یعنی جس کے پاس مال تو ہو، لیکن قرض میں مستغرق ہو، جب وہ احرام میں فرض حج کی نیت کرے تو فرض حج ساقط ہو جائے گا یا نیت کو مطلق رکھا ہو اور نفل یا نذر کے ساتھ مقید نہ کیا ہو یہاں تک کہ اگر وہ بعد میں مالِ حلال ملنے کی وجہ سے مال دار ہو گیا ، تو اس پر دوسری مرتبہ اپنے مال سے حج کرنا واجب نہیں ہو گا ۔** (مناسک ملا علی قاری، صفحہ 70، مطبوعہ بیروت)

بہارِ شریعت میں ہے : **”میقات سے باہر کا رہنے والا جب میقات تک پہنچ جائے اور پیدل چل سکتا ہو، تو سواری اُس کے لیے شرط نہیں، لہٰذا اگر فقیر ہو جب بھی اُسے حج فرض کی نیت کرنی چاہیے ، نفل کی نیت کرے گا، تو اُس پر دوبارہ حج کرنا فرض ہو گا اور مطلق حج کی نیت کی یعنی فرض یا نفل کچھ معین نہ کیا، تو فرض ادا ہو گیا ۔“** (بہارِ شریعت، جلد 1، صفحہ 1041، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

(3) آپ کے والد صاحب کے حج نہ کرنے کی وجہ سے آپ کے حج پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، بلکہ آپ کا حج درست ادا ہو جائے گا، عوام الناس کا یہ سمجھنا غلط ہے کہ جب تک والد حج نہ کر لے ، بیٹے کا حج نہیں ہوتا ۔ حج

عبادت ہے اور ایک عظیم فریضہ ہے، تو جس طرح دیگر عبادات ایک دوسرے پر موقوف نہیں ہیں، اسی طرح حج بھی کسی دوسرے کے کرنے یا نہ کرنے پر موقوف نہیں ہے۔ یہ ہمارے معاشرے کا عجیب دستور بنتا جا رہا ہے کہ والد نے حج نہ کیا ہو، تو بیٹا بھی حج کے لیے نہیں جاتا، بلکہ بعض تو حج فرض ہونے کی صورت میں بھی اس وجہ سے نہیں جاتے کہ والدین نے نہیں کیا ہوا اور یوں وہ مسلسل حج کو مؤخر کرتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ دنیا سے ہی رخصت ہو جاتے ہیں، حالانکہ حج فرض ہونے کے بعد بلا وجہ شرعی اس میں تاخیر کرنا شرعاً ناجائز و گناہ ہے۔

استطاعت ہونے کے باوجود حج نہ کرنے والے کے بارے میں حدیث پاک میں ارشاد فرمایا ہے: "من ملک زادا وراحلۃ تبلغہ الی بیت اللہ ولم یحج فلا علیہ ان یموت یھودیا او نصرانیا وذلک ان اللہ یقول فی کتابہ ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾" ترجمہ: جو زادِ راہ اور سواری کا مالک ہوا، جو اسے بیت اللہ تک پہنچا دے اور اس نے حج نہ کیا، تو اس کی پرواہ نہیں، چاہے وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔ یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے، جو اس تک چل سکے۔ (جامع الترمذی، جلد 1، صفحہ 100، مطبوعہ ملتان)

حج فرض ہونے کے بعد تاخیر کرنے والے کے لیے حکم شریعت بیان کرتے ہوئے صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "جب حج پر جانے کے لیے قادر ہو، حج فوراً فرض ہو گیا یعنی اسی سال میں اور اب تاخیر گناہ ہے اور چند سال تک نہ کیا، تو فاسق ہے اور اس کی گواہی مردود، مگر جب کرے گا ادا ہی ہے، قضا نہیں۔" (بہار شریعت، جلد 1، حصہ 6، صفحہ 1036، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُه اَعْلَم صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

مجیب: ابو حذیفہ محمد شفیق عطاری مدنی

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: Book-193

تاریخ اجراء: 19 شوال المکرم 1443ھ/21 مئی 2022ء